مولای صل وسلم دائما ابدا ۔ درسِ حدیث ۔ علی حبیبک خیر الخلق کلھم

> حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
> اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

فتنوں میں سمجھ دُرست نہیں رہتی۔ حضرت علیؓ کا موقف دُرست تھا
تمام بدری صحابہؓ اِن کے ساتھ تھے۔ حضرت طلحہؓ نے بالآخر اِن کے ہاتھ پر بیعت کی
حضرت زبیرؓ نے بھی رجوع کرلیا تھا۔ حضرت معاویہؓ نے بھی بعد میں عملاً وہی کیا
جو حضرت علیؓ فرماتے تھے۔ حضرت طلحہؓ کے قاتل کو جہنم کی بشارت

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 52 سائیڈ B 11-10-1985)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کے رازداں کہلاتے تھے کیونکہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اِن سے بہت سی وہ باتیں کرلیا کرتے تھے جو کسی اور سے نہیں کرتے تھے۔ اِن کی عادت یہ تھی کہ وہ پوچھتے تھے ایسی چیزیں کہ جن کا تعلق فتنوں سے ہو، جن سے بچنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ اِن کو جواب دے کر بتادیتے تھے۔ تو اِن کی معلومات جو تھیں وہ بھی خاص قسم کی معلومات تھیں کہ کیا کیا چیزیں ایسی پیش آنے والی ہیں کہ جن میں غلط رَوِی کا اندیشہ ہے، فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔

''فتنہ'' کا لفظ جو ہے اُس کے معنٰی پرکھ کی چیز کے ہیں۔ اور فتنہ آزمائش کے معنٰی میں بھی آتا ہے

اور فتنہ کا معنٰی گمراہی بھی ہوتا ہے وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ اِن سے جہاد کرو حتّٰی کہ فتنہ نہ ہو، باطل نہ ہو یعنی کفر باقی نہ رہے۔ غلط رَوِی ختم ہو جائے اور کہیں آیا ہے تکلیف دینے کے معنٰی میں اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا جن لوگوں نے ایذاء رسانی کی ہے، تکلیف پہنچائی ہے مسلمانوں کو وہ مرد ہوں یا عورتیں پھر توبہ نہیں کی فَلَھُمْ عَذَابُ جَھَنَّمَ وَلَھُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ اور کہیں کہیں آیا ہے آزمائش کے معنٰی میں بھی اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ کیا لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بس وہ یہ کہہ دیں کہ ہم نے ایمان قبول کر لیا اور پھر آزمائش سے بچ جائیں، آزمائش بھی ہوگی۔ تو فتنہ کے معنٰی کئی ہیں۔ وہ اِس معنٰی میں پوچھا کرتے تھے کہ کیا کیا گمراہ کُن چیزیں ہیں فتنہ والی اور فتنہ جب ہوتا ہے تو یہ نہیں ہوتا کہ اُس کی خرابی واضح ہو۔ اگر وہ واضح طرح سے خراب ہو تو پھر لوگ بچ جائیں گے، اُس میں وضاحت نہیں ہوتی ابہام ہوتا ہے۔ غور کرتا ہے آدمی تو یہ بھی سمجھ میں آتا ہے اور یہ بھی سمجھ میں آتا ہے۔ اِس لیے جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ پوچھا کرتے تھے۔

فتنوں میں عقل صحیح کام نہیں کرتی :

تو فتنہ کے دَوران یوں سمجھ لیجیے کہ اِنسانوں کی جو عقلیں ہوتی ہیں وہ صحیح کام نہیں کرتیں، وہ چکرا جاتی ہیں کہ پتہ نہیں یہ صحیح ہے یا یہ صحیح ہے؟ اِس میں جو لوگ صحیح ہوتے ہیں یا صحیح رہتے ہیں اُن کی تعریف بعد میں کی جاتی ہے جب وہ دَور گزر چکا ہوتا ہے، اُس دَور میں بھی ضرور اُن کے ساتھ لوگ ہوتے ہیں۔ حق کا پہلو غالب تو ہوتا ہے لیکن دُوسری طرف کی بھی دلیلیں مضبوط ہوا کرتی ہیں، یہ نہیں کہ دلیل موجود ہی نہ ہو سرے سے۔

حضرت علیؓ کی برتری اور بالآخر باقیوں کا اُن کی طرف رجوع :

حضرتِ علیؓ کے ساتھ بدری صحابۂ کرامؓ کی بڑی تعداد میں تھی، بدری سب کے سب اِدھر تھے اور (حضرت علیؓ کی) خلافت منعقد ہوئی تھی مدینہ منورہ میں اور وہ دارُالخلافہ تھا جہاں اُن سے پہلے تین خلیفوں کی خلافت منعقد ہوئی اور اُسے ہر جگہ تسلیم کیا گیا وہیں اِن کی بھی ہوئی ہے خلافت۔ اور رسول اللہ ﷺ سے قرابت اور جنتی ہونے کی بشارت اور اہلِ بدر میں تو کیا عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ سے کبھی جدا رہے ہی نہیں، بچپن ہی سے آپ کی تحویل میں آگئے تھے ایک طرح سے۔ سب سے پہلے نماز پڑھنے والوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ پر بچوں میں ایمان قبول کرنے والے حضرت علیؓ

ہیں۔ اَب اُن کا درجہ واضح ہے اور ان کے حق میں دلائل صاف موجود ہیں لیکن واقعہ ایک ایسا پیش آ گیا شہادتِ عثمانؓ کا، اور ماحول ایسا بن گیا مدینہ منورہ کا کہ اُس میں لوگ چکرا گئے۔ اور یہ نہیں کہ عوام بلکہ خواص، اور خواص بھی نہیں اخص الخواص بھی چکرا گئے، پریشان ہو گئے، ذہن نے صحیح کام نہیں کیا لیکن بعد کے زمانے میں یہی طے ہوا اور اُن لوگوں (مخالفینِ حضرت علیؓ) کے رجوع کرنے سے یہ بات صاف ہو گئی کہ جو کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے صحیح وہ ہی ہے لیکن بہت بعد میں۔

حضرت علیؓ کا موقف :

وہ فرماتے تھے کہ خلیفۂ وقت کو جنہوں نے قتل کیا ہے اُن سے بدلہ لیا جائے، باقی جو اُن کے گروپ کے لوگ تھے سارے کے سارے گروپ کو قاتل بنا کر اُس سے بدلہ لینا یہ ممکن نہیں ہے، اِس سے تو پھر قبائلی لڑائی چھڑ جائے گی، جسے تم مارو گے وہ آدمی کہے گا کہ میں مارنے والوں میں تھا ہی نہیں، ٹھیک ہے آیا تھا میں، چڑھائی کی ہے لیکن یہ نیت تھی ہی نہیں کہ میں شہید کروں گا بس ہم تو گھیراؤ کر رہے تھے، جنہوں نے مارا ہے اُنہیں مارو۔

اصل قاتلین اُسی وقت مارے گئے تھے :

اور جنہوں نے شہید کیا تھا اُن کو وہیں مار دیا گیا فوراً ہی، اُن کے نام بھی موجود ہیں اور وہ تین چار آدمی بنتے ہیں، وہ گھر ہی میں مار دیے بعد والوں نے۔ اُس وقت تو حضرت عثمانؓ نے منع فرما دیا کہ لڑو نہ کسی سے، تاکید کر دی، لالچ بھی دے دیا کہ جو میرا غلام تلوار پھینک دے وہ آزاد ہے۔ بالکل نہیں چاہتے تھے وہ کہ تلوار اُن کے لیے اُٹھے۔ خود شہید ہونا اُنہوں نے گوارا فرما لیا، بہت مشکل کام ہے اِتنا تحمل۔

بہر حال وہ چیز ایک پیش آئی، اختلاف یہ ہو گیا، کچھ صحابہ کرامؓ کی رائے یہ تھی، یعنی حضرتِ طلحہ، حضرتِ زبیر جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور حضرتِ عائشہ، حضرتِ معاویہ۔ اِدھر یہ بڑے بڑے حضرات تھے۔ ایک زوجۂ مطہرہ ہیں حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا، بہت ذہین، بہت عالم مگر نہیں سمجھ میں آیا، یہی سمجھ میں آیا کہ سب کو مارا جائے۔ لہٰذا بصرہ چلے گئے اور اُن سے کہا کہ اِن سرغنوں کو ہمارے حوالے کر دو، اُنہوں نے حوالے نہ کیا تو بصرہ پر حملہ کر دیا، بصرہ پر حملہ کیا تو وہ بھی مارے گئے اور دیگر بھی مارے گئے جو بصرہ ہی کے رہنے والے تھے، جو گئے ہی نہیں تھے سِرے سے وہ بھی ساتھ ساتھ مارے گئے اور ایک سرغنہ بھاگ گیا، جب وہ بھاگ

کے اپنے قبیلے میں گیا اور اُس نے کہا ہم تو قاتلین میں نہیں تھے اور چار ہزار اُن قبیلہ والوں کی تعداد تھی، اب وہ چار ہزار کو ماریں اُس ایک کی خاطر تو یہ کیسے ہو؟ یہ تو غلط ہے، جنہوں نے ارتکاب کیا ہے اُن کو مارنا، یہ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی رائے تھی مگر سمجھ میں نہیں آ رہی تھی اِن حضرات کی۔

جب بصرہ میں حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے فرستادہ ایک صحابی گئے، اُنہوں نے گفتگو کی تو اُس وقت ملاقات میں سب نے یہ موقف تسلیم کیا اور لڑائی ختم ہوگئی تھی، بات ختم ہونے ہی کو تھی لیکن فسادی لوگ تو تھے، یہ تو ظاہر بات ہے فسادی تو تھے ہی تھے۔ فسادی ہی غالب تھے، اُنہوں نے ہی حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، تو وہ فسادی اِس موقع سے فائدہ نہ اُٹھائیں اور اپنے آپ کو مارے جانے دیں یہ کیسے ہوسکتا تھا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آدمی جو تھے قعقاع اُن کا اسم گرامی ہے اُن سے کہا، اُنہوں نے کہا کہ اِس کا علاج ہے زنجیریں، یعنی پکڑنا تو چاہیے، سزا تو دی جائے اُن کو مگر پکڑے کیسے جائیں۔

بہت اچھی تدبیر :

اُنہوں نے کہا کہ اِس کا علاج یہ ہے آپ لوگ سب سکون سے ہو جائیں، جب آپ سکون سے ہوں گے تو پھر اِس سرغنہ کو بلائیں تو وہ کچھ نہ کچھ کرنا چاہیں گے، جب وہ کرنا چاہیں گے تو جو اُٹھے اُس کو پکڑتے جائیں آپ، اُنہوں نے سمجھ لیا اور اتفاق کیا لیکن وہ خباثت تھی خبیث لوگوں کی جنہوں نے رات کے اندھیرے میں لڑائی چھیڑ دی تو بلاوجہ ایک لڑائی بن گئی ''جَمل'' کی، اِدھر سے بھی اُدھر سے بھی۔ اور پھر یہ بدگمانی جب ہوتی ہے تو پھر بدگمانی میں یہی ہوتا ہے کہ خفگی پیدا ہوگئی۔

حضرت زبیرؓ نے رجوع کرلیا :

لیکن حضرتِ زبیر رضی اللہ عنہ سے گفتگو ہوئی تو وہ (رجوع کرتے ہوئے) واپس چلے گئے۔

مروان نے حضرت طلحہ ؓ کو شہید کردیا :

حضرتِ طلحہ رضی اللہ عنہ کو مروان نے ہی تیر مارا تھا کیونکہ حضرتِ طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت تک بالکل کام نہیں کیا اور منع کر دیا کہ میں نہیں کام کرتا تو مروان کو یہ شُبہ تھا کہ یہ بھی (حضرت عثمانؓ کے قتل کی سازش میں) شامل ہیں، کیونکہ جو گروپ آئے تھے باہر سے تو کوئی نام لیتا تھا کہ

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنائیں گے، کوئی کہتا تھا حضرتِ زبیر کو بنائیں گے، کوئی کہتا تھا حضرتِ طلحہ کو بنائیں گے۔ تو اِسے شُبہ یہ تھا کہ یہ بھی اُس وقت ملے ہوئے تھے اور اَب جو آئے ہیں یہ تو صحیح رنج اِنہیں نہیں ہے یعنی اُس کو بدگمانی تھی ایک ایسے صحابی سے کہ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور یہ مروان خود صحابی بھی نہیں ہے بس تابعی ہے۔ تو اِس نے اُن کے تیر مارا حالانکہ وہ بھی حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے اور یہ بھی حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا وعنہ کے لشکر میں تھا، تو اِس نے تیر مارا وہ گھٹنے پر لگا، لگا شہ رگ میں، اُس سے خون زیادہ ضائع ہوا، خون ضائع ہو گیا اور شہادت ہو گئی۔

وفات کے وقت حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت :

وفات سے پہلے اِنہوں نے ایک شخص کو گزرتے ہوئے دیکھا، اُس سے پوچھا تم کس جگہ سے تعلق رکھتے ہو؟ اُس نے کہا حضرتِ علی رضی اللہ عنہ سے۔ اُنہوں نے کہا اِدھر ہاتھ لاؤ میں اُن کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں، یہ اِنہوں نے فرمایا اور اُس کے بعد اِن کی وفات ہو گئی۔ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کو دونوں کی اطلاع ملی حضرتِ زبیرؓ کی شہادت کی بھی کہ اُنہیں فسادیوں نے جب معرکے سے واپس روانہ ہو گئے مدینہ کی طرف تو راستے میں شہید کر دیا وادیٔ سباع ہے غالبًا اُس کا نام۔

خارجی نے نماز کی حالت میں شہید کیا :

وہاں اُنہیں شہید کیا گیا دھوکہ دے کر۔ نماز پڑھنے لگے، حضرت زبیرؓ کو شُبہ ہوا کہ یہ جو میرے ساتھ ساتھ آدمی ہے یہ مجھ پر حملہ کرے گا نماز میں، اُس سے کہا میں نماز پڑھ لوں؟ تُو پڑھتا ہے تو میری طرف سے اطمینان سے پڑھ لے، میں پڑھوں گا تو تیری طرف سے اَمن ہونا چاہیے۔ اُس نے کہا بالکل پڑھیں نماز۔ اور یہ سجدے میں گئے تو حملہ کیا اور شہید کر دیا۔ تو اِس طرح دھوکے سے شہید کیے گئے۔ حضرتِ علیؓ کو جب اطلاع ملی تو اُنہوں نے فرمایا کہ اِن کے قاتل کو جہنم کی خوشخبری دے دو، یہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ تو اطلاعات تو تھیں اِس طرح کی۔

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ جب روانہ ہوئے ہیں مدینہ منورہ سے تو پھر ایک صحابی عبد اللہ بن سلامؓ یہ پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہوئے تھے، یہودی عالم بھی تھے، مسلمان عالم بھی تھے۔ ان کے بارے میں حضرتِ معاذ ابن جبلؓ فرماتے ہیں کہ وہ جنت میں جائیں گے میں نے یہ سُنا ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ وہ اِن کے

بارے میں یہ فرماتے تھے۔ تو عبداللہ بن سلامؓ دونوں کام کرتے رہے، ایک تو شہادتِ عثمانؓ سے روکتے رہے اور کہتے رہے کہ بس یہ چند دِن کے مہمان ہیں، اگر نہ مارو تو خود بھی چلے جائیں گے۔ اُدھر حضرت علیؓ کو روکتے رہے کہ آپ نہ جائیں عراق کی طرف۔ اُنہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتلایا تھا کہ میری موت نہیں ہوگی جب تک کہ میرے سر کے خون سے میری داڑھی رنگین نہ ہو جائے، جب اِتنا بتلایا تو اُس سے پھر زیادہ بھی بتلایا ہوگا، یہ وہ ہے جو اُنہوں نے ظاہر کیا اُن کی بات کے جواب میں اور پھر چلے گئے۔

باغی قرآن کی تفسیر اپنی سمجھ سے کرتے تھے :

بہر حال حضرتِ علیؓ کی رائے کی بات کر رہا تھا میں، کہ وہ دو باتیں فرماتے تھے ایک تو یہ کہ یہ قرآنِ پاک کی جو اِنہوں نے تفسیر کی ہے اپنی رائے سے اُس میں ٹھوکر کھائی ہے۔ یہ جو باغی تھے یہ قرآنِ پاک کی تفسیر اپنی رائے سے کرتے تھے، صحابہؓ سے نہیں پوچھتے تھے، اُس میں ٹھوکر کھائی تھی اِنہوں نے۔ تو اَخْطَأُوْا فِی التَّاْوِیْلِ قرآنِ پاک کی توجیہات میں اِن سے غلطی ہوئی۔

دُوسری بات جب اَگلا موقع آیا بیعت ہونے کے بعد تو پھر اُنہوں نے یہ کہا کہ جن لوگوں نے اِرتکابِ قتل کیا ہے وہی ماخوذ ہوسکتے ہیں، اُن میں محمد بن ابی بکر کا نام آتا ہے۔ تو وہ تفتیش کے لیے پہنچے نائلہ کے پاس۔ نائلہ نو مسلم بیوی تھیں حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کی۔ عیسائی تھیں پہلے پھر وہ مسلمان ہوئیں۔ تو اُن سے پوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ ہاں یہ آئے تھے۔ کیا یہ مارنے والوں میں تھے؟ تو اُنہوں نے کہا کہ میں مارنے والوں میں نہیں ہوں، حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جب میں نے گستاخی کی تو اُنہوں نے ایسے جملے کہے کہ مجھے شرم آئی تو میں لوٹ گیا اور میں نے اُن لوگوں کو اِشارہ بھی کیا ہے واپس جانے کا۔ تو میں تو چلا گیا، میرے جانے کے بعد شہادت ہوئی۔ تو اُنہوں (حضرت نائلہؓ) نے کہا کہ یہ ٹھیک بات کہی اِس نے وَلٰکِنَّہٗ اَدْخَلَھُمَا اُن دو آدمیوں کو جو اِس نے اندر پہنچایا تو اِسی نے پہنچایا، تیسرا یہ خود تھا، تو پھر اَب اُس کو مار دیا جائے۔ جب وہ صفائی دے رہی ہیں کہ یہ چلا گیا تھا تو قتل کا مرتکب وہ نہیں رہا اور اُنہوں نے آکر یہ حرکت کر دی اِس طرح سے۔ باقی سارے کے سارے جو تھے اُنہوں نے سب نے طے کیا ہوا تھا کہ گھیراؤ کرنا ہے اور استعفٰی لینا ہے، استعفٰی اُنہوں نے دیا نہیں۔ وہ بھی وجہ بتاتے تھے رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ فرمایا تھا (کہ خلافت ملنے کے بعد دستبردار مت ہونا) تو اَب اِس سارے کے سارے گروہ سے نہیں بدلہ لیا جاسکتا۔

دو باتیں ہوگئیں، ایک یہ کہ خوارج جنہوں نے شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ کا اِرتکاب کیا اور بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بھی خروج کیا اِن کے بارے میں حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ ٹھیک ہے یہ قراء ہیں، یہ نمازی ہیں، یہ رات کو تہجد پڑھتے ہیں، سب کچھ کرتے ہیں لیکن اَخطَئُوا فِی التَّاوِیْلِ قرآنِ پاک کے معانی کے سمجھنے میں اِن سے غلطی ہوئی ہے۔ اور دُوسری بات جو تھی اُن کے موقف کی وہ یہ تھی کہ ایسی صورت میں جن لوگوں نے قتل کا اِرتکاب کیا ہے اور وہ معلوم ہوجائیں تو اُن کو مارا جائے گا باقی کو نہیں۔ (حضرت علیؓ کی) اِس رائے سے اتفاق حضرتِ زبیر، حضرتِ طلحہ، حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہم نے بھی بصرہ میں کیا ہے۔

جَمَل کے بعد معرکہ صفین :

اَب دُوسرا درجہ آیا ہے صفین کی لڑائی کا۔ اُس میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس بات پر جمے رہے کہ میں استعفٰی نہیں دُوں گا جب تک قاتلینِ عثمانؓ سے بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ اب قاتلین عثمان سے بدلہ لینے سے مراد قاتلین نہیں تھے بلکہ گروہ کا گروہ تھا سارا، وہ اِسی پر اَڑے ہیں آخر تک۔ اور فرماتے تھے ورنہ میں نہیں مانوں گا بات، آپ کو امیر المؤمنین نہیں مانوں گا۔ یہی چیز تھی، اِسی پر اُنہوں نے اعلان کردیا کہ میں نہیں مانوں گا تو گویا اعلانِ بغاوت ہوگیا۔ اعلانِ بغاوت ہوجائے تو پھر باغی کے ساتھ جو کارروائی کی جاتی ہے وہ حکومت کے فرائض میں سے ہوتی ہے ورنہ حکومت ہی نہیں چل سکتی۔ اگر بغاوت کی کُھلی چُھٹی دے دی جائے تو ختم ہوجائے گی حکومت، حکومت ہی کہاں رہے گی اور کس کی ہوسکتی ہے حکومت، نہ باغی کی ہوگی نہ اِن کی ہوگی اور اور باغی کھڑے ہوتے چلے جائیں گے، دیکھیں گے کہ ایک باغی کھڑا ہوا ہے اُس نے یہ کہا، دُوسرے صوبے کا بھی باغی کھڑا ہوجائے گا، تیسرے کا بھی باغی کھڑا ہوجائے گا تو یہ نہیں ہوسکتا تو اُس میں وہ صفین کی لڑائی ہوئی۔ اَب اُس میں بھی اُن کا موقف جو ہے حضرت معاویہؓ کا بعد تک یہی رہا ہے کہ سب سے لیا جائے بدلہ۔ حتّٰی کہ حضرت علیؓ کا دَور ختم ہوا۔

حضرت حسنؓ کا دَورِ خلافت :

حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ کا دَور آیا اور اُن کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان کے والد کی بہ نسبت ان کا کہنا ماننے والے لوگ زیادہ تھے اور زیادہ قریب تھے، تو وہ لشکر لے کر چلے، حضرتِ عمرو بن العاصؓ کو حضرت معاویہؓ نے بھیجا جائزہ لینے کے لیے لشکروں کا، تو اُنہوں نے کہا کہ یہ بہت بڑے لشکر ہیں اور جب تک شدید

نقصان ایک طرف کا نہیں ہو جائے گا شکست کسی کو بھی نہیں ہو سکتی۔ تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آتا ہے وَكَانَ خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ اِن دونوں میں حضرت معاویہؓ بہتر تھے بہ نسبت عمرو بن العاصؓ کے۔ تو حضرت معاویہؓ نے یہ کہا کہ آپ ایسے کریں کہ اِن سے کسی نہ کسی طرح سے صلح کر لیں، صلح کی بات ہوئی، پھر وہ مصالحت ہو گئی، اُنہوں نے کہا حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہ فتح تو ہمیں ہی ہو گی کیونکہ حضرت حسنؓ کا لشکر اپنے مرکز سے دُور ہے، سپلائی لائن اِن کی لمبی ہو جاتی ہے، ہماری چھوٹی ہے۔ یہ تو ہمیشہ کی بات ہے سپلائی لائن کو سب دیکھتے ہیں۔ اُس دَور میں اَب سے زیادہ دیکھتے ہوں گے، وسائل کم تھے اُس دَور میں۔

اپنے ساتھی کے مقابلہ میں حضرت معاویہؓ کی رائے بہتر تھی۔ جنگ اور معاشی مسائل :

حضرت معاویہؓ نے کہا کہ نہیں اگر اِنہوں نے اُنہیں اور اُنہوں نے اِنہیں مار دیا تو پھر اِن کے بچوں کا کیا ہوگا اور اِن کی عورتوں کا کیا ہوگا وہ کون سنبھالے گا؟ تو اقتصادی مسائل پیدا ہو جائیں گے اِتنے کہ کامیاب جو ہوگا وہ بھی ناکام کے درجے میں ہوگا۔ تو یہ ٹھیک نہیں ہے، صلح ہونی چاہیے تو بالآخر صلح ہو گئی۔

آخر میں حضرت معاویہؓ نے بھی وہی موقف اختیار کیا جو حضرت علیؓ کا تھا :

اب جو صلح ہو گئی تو اُس میں پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی موقف یہی ہوا ہے جو حضرتِ علیؓ کا تھا کہ جنہوں نے بغاوت میں گروہ بندی کر کے حصّہ لیا اُن سب کو چھوڑ دیا۔ بلکہ میں تاریخ میں دیکھ رہا تھا کہ اُن میں سے ایک آدمی ایسا ملتا ہے کہ جو بغاوت کرنے والوں کے ساتھ تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دَور میں اُس سے کام بھی لیا یعنی اُس کو کوئی عہدہ دیا تو اُن کو بھی وہی موقف اختیار کرنا پڑا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تھا، لیکن فتنہ کے دَور میں کسی کی سمجھ میں نہیں آیا۔ بات یہ بھی ٹھیک لگتی ہے، یہ بھی ٹھیک لگتی ہے۔

موازنہ کیا جائے تو حضرت علیؓ اور اُن کے ساتھی افضل ہیں :

مگر موازنہ تو کیا جا سکتا تھا، موازنہ یہاں تک کیا جا سکتا تھا کہ قرآنِ پاک میں سورۂ حدید میں لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ جو فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہو گیا اور جہاد کیا، تم میں سے کوئی اُس کے برابر نہیں اُس کا درجہ بڑا ہے اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا بہ نسبت اُن کے جو فتح مکہ کے بعد آئے اور جہاد کیا اور خرچ کیا۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ دونوں اچھے

ہیں وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى سب کے ساتھ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اچھائی کی جائے گی، اچھا سلوک کیا جائے گا۔

مگر درجہ بندی قرآنِ پاک میں آئی ہے، تو جو شروع سے مسلمان چلے آ رہے ہوں عشرہ مبشرہ میں بھی ہوں اور نبی علیہ السلام کے ساتھ زندگی ساری گزری ہو علمیت میں بہت بلند ہوں، اُن کے فتوؤں اور فیصلوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی رکھا ہو اور اُن کے فتوؤں کی اور فیصلوں کی تصدیق فرمائی ہو تو اُن کا درجہ تو بہت بلند ہوا لیکن ذہن میں یہ چیزیں آ گئیں ایسی پُر پیچ، تو فتنہ جو ہے ایسی چیز ہے کہ اِس میں آدمی پریشان ہو جاتا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرامؓ نے پوچھا بھی کہ فتنوں کے وقت ہم کس کے ساتھ رہیں؟ تو آپ نے اِشارہ فرمادیا مثلاً اِن کے ساتھ رہنا اور وہ کون تھے؟ وہ اُن صحابی نے جا کر دیکھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

اہلِ بدر بھی حضرت علیؓ کی طرف تھے :

اِسی طرح سے اَب اہلِ بدر جتنے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور اُس وقت اُن سے بڑھ کر سوائے عشرہ مبشرہ کے باقی اور درجہ کسی کا ہوتا ہی نہیں، عشرہ مبشرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ خود تھے اور اہلِ بدر اُن کے ساتھ تھے، اُدھر حضرت معاویہؓ کے سامنے کچھ چیزیں ایسی تو تھیں موجود، لیکن پھر بھی فتنے کا دَور جو ہوتا ہے اُس میں پتا ہی نہیں چلتا، سمجھ کام نہیں کرتی صحیح، یعنی سمجھ پر بھی ایک ایسا دُھواں چھا جاتا ہے کہ اِنسان صحیح اَنداز نہیں کر سکتا اُس وقت، بعد میں البتہ پتا چلتا ہے۔

حضرت علیؓ کے فرامین ہمیشہ کے لیے باغیوں کے قوانین بن گئے :

بعد میں سب نے اِسی بات کو مانا جو اُنہوں نے کہی۔ کوئی آدمی مجروح ہو جائے تو اُس کو اور نہ مارو بلکہ اُسے اُٹھالو، مرہم پٹی کرو۔ اِسی طرح اُنہوں نے فرمایا جو ہتھیار پھینک دے اُسے بھی چھوڑ دو، جو گھر میں رہے دروازہ بند کر رکھا ہے وہاں مت جاؤ چھوڑ دو، حضرت علیؓ کے یہ قوانین قاعدہ بن گئے باغیوں کے بارے میں۔ عورتیں تمہیں بُرا بھلا کہیں بُرا نہ مانو کیونکہ اُن کے لوگ شہید ہوئے ہیں۔ وہ روئیں گی بھی، چیخیں گی بھی، چلّائیں گی بھی، بُرا بھی کہیں گی، تم کچھ نہ کہو وغیرہ وغیرہ۔ ایسے تمام مسائل جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تھے وہ سب لیے گئے ہیں، مگر یہ بعد میں ہوا۔

عین اُس وقت تو پریشانی تھی اور سمجھ میں نہیں آتا تھا کسی کے کچھ، تو حضرتِ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ جناب اگر اپنا خلیفہ بنا دیں تو اچھا ہو۔ تو فرمایا کہ اگر میں خلیفہ بنادوں تو پھر تو اُس کی اِطاعت فرض ہوگئی۔ اگر اِطاعت نہیں کروگے تو پھر عذاب نازل ہوگا خدا کی طرف سے، تو میرا خلیفہ بنانا بہتر نہیں ہے تمہارے حق میں۔ ہاں یہ ہے مَاحَدَّثَکُمْ حُذَیْفَۃُ فَصَدِّقُوْہُ جو حذیفہؓ تم لوگوں کو بتلائیں تو تم اُنہیں کہنا یہ صحیح ہے اور مَا اَقْرَأَکُمْ عَبْدُ اللّٰہِ فَاقْرَءُ وْہُ جو عبداللہ بن مسعودؓ تمہیں پڑھائیں وہ تم پڑھو۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں ہم سب کے ساتھ رحم کا معاملہ فرمائے اور اِن کا ساتھ اپنے فضل سے عطا فرمائے۔ اختتامی دُعاء ....